

ناولز حب

نور ایمان

نمرہ اسلام

ایمان اپنے کمرے کی بالکونی میں رکھے کین کے جھولے میں بیٹھی اسے ہلکا ہلکا جھلارہی تھی اسے آسمان کو دیکھنا بہت پسند تھا اسے آسمان کے بدلتے رنگ ہمیشہ پُرکشش لگتے تھے کہ وہ کئی کئی گھنٹے ہاتھ میں کافی کالنگ لیے آسمان کے بدلتے رنگ دیکھتی رہتی ابھی بھی اس کے ہاتھ میں کافی کا بھاپ اڑاتا لگتا تھا جس سے وہ گھونٹ گھونٹ بھرتی آسمان پر اٹھکیلیاں کرتے بادلوں کو بڑی محویت سے دیکھ رہی تھی ایمان نے بالکونی میں ونڈ چائیم بھی لٹکار کھا تھا جو ہلکی ہلکی ہوا سے ہل کر فضا میں ایک الگ ہی ارتعاش پیدا کرتا اور اس ارتعاش سے نکلنے والا ساز ایمان کو تقویت بخش رہا تھا اسے پھولوں اور پودوں سے بھی بے پناہ محبت تھی اس کی بالکونی میں رکھے گلاب، موتیے، لیلی، سوسن، چنبیلی اور گلداد وادی کے پودے اس کی محبت کا منہ بولتا ثبوت تھے لیکن ستمبر کے مہینے میں گل داؤدی ہی اپنے پورے جو بن پر کھلتے نظر آرہے تھے ایمان کی کافی ختم ہوئی تو وہ بھی اٹھ کر کمرے میں آگئی اس نے کمرے میں بنی وارڈروب سے کپڑے نکالے اور فریش ہونے واشر و م چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آئی اور ظہر کی نماز ادا کرنے لگی پھر اسے پارلر بھی جانا تھا

فرہاد اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے میلز چیک کر رہا تھا وہ بار بار نظر اٹھا کر انیسہ کو بھی دیکھتا جو کب سے ڈریسنگ روم میں بنی وارڈروب میں سر دیے کھڑی تھی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس صوفے پر فرہاد بیٹھا تھا اندر کا منظر صاف دیکھائی دے رہا تھا فرہاد نے جھنجھلاہٹ سے انیسہ کو آواز دی

"انیسہ ایسا کون سا خزانہ تم الماری میں رکھ کر بھول گئی ہو جواب مل نہیں رہا"

"کچھ ڈھونڈ نہیں رہی آج پہننے کے لیے کپڑے ڈیسائیڈ کر رہی ہوں پر سمجھ نہیں آرہی آج کے فنکشن کے لحاظ سے کیا پہنوں"

انیسہ نے تھکے ہوئے لہجے میں وہیں سے آواز لگا کر کہا اس کی آواز میں اس قدر مایوسی تھی جیسے جنگ میں شکست کھا کر آئی ہو

"مادام یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ہم سے مشورہ مانگ لیں ہم تو آپ کے حکم کے غلام صبح سے یہیں بیٹھے ہیں"

انیسہ نے سر پر ہاتھ مارا جیسے اپنی عقل پر ماتم کر رہی ہو

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں کہ آپ سے ہی مشورہ مانگ لوں"

انیسہ نے معصومیت سے کہا تو فرہاد کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا

"ہاں تو سوچا کرونا" اس کے کہنے پر انیسہ نے منہ پھلا کر اس کی طرف دیکھا جس پر وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا

"اچھا چلو کوئی بات نہیں اب ڈیساٹیڈ کر لیتے ہیں تمہارے پاس ساڑھی ہے؟ اگر نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہم بازار سے لے آتے ہیں"

"ہاں ساڑھی تو ہے میرے پاس رکیں میں دیکھاتی ہوں"

انیسہ جوش سے بول کر وارڈروب کی طرف مڑ گئی وہ تو ساڑھی کو یکسر بھولے ہوئے تھی فرہاد نے بھی لیپ ٹاپ بند کر کے سامنے رکھی میز پر رکھا اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو گیا انیسہ بجھی بجھی سی اس کی طرف مڑی اور بولی

"ساڑھی رہنے دیتے ہیں میں کچھ اور پہن لیتی ہوں"

"کیوں کیا ہوا ساڑھی پسند نہیں ہے کیا؟"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے ساڑھی بہت پسند ہے لیکن میرے پاس دو ہی ساڑھیاں ہیں ایک مہرون ساڑھی ہے مجھے اس کا ڈیزائن نہیں پسند اور ایک بلیک ساڑھی ہے اور سیاہ رنگ میں شادی کے اگلے دن پہن نہیں سکتی"

فرہاد کو اس کی بات سن کر اچنبھا ہوا اس لیے دوبارہ بولا

"شادی کے اگلے ہی دن سیاہ رنگ پہننے میں کیا قباحت ہے بھلا؟"

وہ سب بڑے بزرگ کہتے ہیں کہ نئی نویلی دلہن کو سیاہ رنگ نہیں پہننا چاہیے سیاہ رنگ پہننے سے قسمت بھی سیاہ ہو جاتی ہے "

انیسہ فرہاد کو یہ بات ایسے بتا رہی تھی جیسے بہت پتے کی بات ہو اور فرہاد بالکل انجان "اوسیر نسلی تمہیں بھی ایسا لگتا ہے"

فرہاد دم بخود ہو کر ہنستا گیا

انیسہ پہلے تو فرہاد کی مسکراہٹ میں ہی کہیں کھو گئی اس نے آج پہلی بار فرہاد کو یوں ہنستے ہوئے دیکھا تھا لیکن جیسے ہی ہوش آئی تن فن کرتی اس کے سر پر جا پہنچی "اتنی ہنسی کس لیے آرہی ہے"

اس نے آبر و اچکا کر پوچھا تو فرہاد پھر زور سے ہنسا اس نے چہرہ اٹھا کر سامنے کھڑی انیسہ کو دیکھا تو وہ روہانسی شکل بنائے فرہاد کو ہی دیکھ رہی تھی فرہاد اس کا چہرہ دیکھ کر یک دم سنجیدہ ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے رکھی ٹیبل پر بٹھایا

"سب رنگ اللہ کے بنائے ہوئے ہیں کوئی بھی رنگ بد قسمتی کی علامت نہیں ہوتا یہ ہم ہی ہوتے ہیں جو ان خوبصورت رنگوں میں قدرت تلاش کرنے کے بجائے انہیں نحوست کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں سیاہ رنگ تو

پُرکشش ہوتا ہے یہ رنگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اگر سیاہ رنگ قسمت کو سیاہ کر دیتا ہے تو لوگ کعبے کے سامنے بیٹھ کر سیاہ غلاف کو دیکھ کر آنکھوں کو تقویت کیوں بخشتے ہیں اگر اللہ نے سیاہ رنگ کو نحوست کی علامت کہا ہے تو پھر کعبے کا علاف کیوں کالا ہے؟ اللہ نے ایسا کچھ نہیں کہا یہ ہمارے تنگ ذہنوں کی سوچ ہے ہم جیسے وہموں کا شکار ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہو جاتا ہے وہموں میں الجھنے کی کیا ضرورت ہے جب اللہ آپ کے پاس ہے"

انیسہ پوری طرح اسکی باتوں کے سحر میں ڈوبی ہوئی جب فرہاد نے اپنے ہاتھ میں پکڑے اس کے ہاتھ کو ہلکا سا دبا کر چھوڑا

"آپ دونوں بہن بھائی ہمیشہ مجھے لا جواب کر دیتے ہیں"

فرہاد مسکرایا اور بولا

"بس عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے"

انیسہ پر سے ایک دم ہی اس کا طلسم ٹوٹا تھا وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی

"آپ کا کیا خیال ہے مجھ میں عقل نہیں ہے میں لوگوں کی باتوں میں آ جاتی ہوں"

فرہاد کی مسکراہٹ اور گہری ہوائی

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا"

فرہاد کندھے اچکا کر بولا

"لی۔۔۔ لیکن آپ کے کہنے کا یہی مطلب تھا"

انیسہ گڑبڑا کر بولی تو فرہاد کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے ہوئے بولا

"توبہ توبہ میں نے تو ایسا سوچا بھی نہیں اگر کہتی ہو تو سوچ کر دیکھتا ہوں کہ کیا تم واقعی ایسی ہو"

فرہاد آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتے ہوئے بولا

"میں جا رہی ہوں"

انیسہ یہ کہہ کر کمرے سے ہی چلی گئی لیکن اپنے پیچھے دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولی تھی فرہاد اس کی حرکت

پر دل کھول کر ہنسا تھا

اذہان اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے دونوں ہاتھ کمر پر جمائے غور سے اپنے چہرے کے نقوش دیکھ رہا تھا

اس کا چہرہ سنا ہوا اور ہونٹ بھیجنے ہوئے تھے تب ہی دروازے پر دستک ہوئی

"دروازہ کھلا ہے"

وہ بول کر سیدھا ہوا اور بیڈ پر پڑے کپڑے اور سامان دیکھنے لگا جو ابھی کچھ دیر پہلے ثمرہ بیگم وہاں رکھ کر گئی تھی اذہان نے مڑ کر دروازے کی طرف آنے والے کو دیکھا تو شیر وز صاحب نک سک سے تیار اس کے سامنے آکھڑے ہوئے

"برخودار بات لے کر جانے کا ارادہ ہے بھی یا نہیں؟"

"ارادہ جان کر کیا کریں گے؟ جواب آپ کو آپ کی توقع کے برخلاف ہی ملے گا تو بہتر کچھ مت پوچھیں"

اذہان بے مروتی سے بولا تو شیر وز صاحب بے بسی سے بولے

"اذہان اگر ایسا منہ لے کر بات لے کر جاؤ گے تو تمہارے اور انیسہ کے سسرال والے کیا سوچیں گے"

"مجھے کسی کی سوچ سے فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی مجھے مروتیں نبھانی آتی ہیں"

وہ بے رخی سے بولا تو شیر وز صاحب نے اس کا رخ اپنی طرف کیا

"ان کی سوچ سے نہ سہی اپنی بہن کی زندگی سے فرق ضرور پڑنا چاہئے تمہاری ماں بھی ایک جذباتی عورت ہے

اس بچی کی زندگی برباد کرنے کے لیے اسے تمہارے ساتھ باندھ دیا ہے جہنم میں جھونک دیا ہے اُسے"

"اب وہ چاہ کر بھی اس جہنم سے فرار نہیں پاسکتی کیونکہ اس نے یہ جہنم اپنے لیے خود چنی ہے"

اذہان درشتی سے بولا تو شیر وز صاحب غصے بولے

"اذہان اگر تم نے اس بچی کے ساتھ ذرا بھی زیادتی کی تو یاد رکھنا میں تمہاری حالت غیر کر دوں گا اور اپنی بہن کا سوچ لینا۔۔۔۔۔۔۔۔ ایمان اپنے ساتھ ہوئی زیادتیاں کیا اپنے گھر والوں کو نہیں بتائے گی پھر پتہ ہے کیا ہو گا جو عذاب یہاں ایمان جھیلے گی وہی عذاب انیسہ بھی جھیلے گی وٹے سٹے کے رشتوں میں یہی کراؤ سسز ہوتے ہیں جو چار لوگوں کی زندگی برباد کر دیتے ہیں اور اب ہو جاؤ تیار بارات لے کر جانی ہے"

وہ غصے سے کہتے کمرے سے چلے گئے اور اذہان کو کہاں اثر ہوا تھا ساری باتیں جھٹکتا کریم رنگ کی شیروانی اٹھائے ڈریسنگ روم میں گھس گیا

انیسہ اور ایمان شہر کے بڑے پارلر میں بیٹھی تھیں لیکن دونوں الگ الگ کمرے میں تیار ہو رہی تھیں برائیڈل روم الگ تھا پارٹی میک اوور کے لیے دوسرا کمرہ تھا ایمان سیلون چیئر پر بیٹھی تھی جب میک اپ آرٹسٹ نے کہا "میم آپ آئی بروز کیوں نہیں بنوا رہی ہیں؟ بنوالیں آئی میک اپ اچھا ہو جائے گا"

آرٹسٹ نے سوال کر کے خود ہی مشورہ دیا

"اللہ کو پسند نہیں ہے ان کی مرضی کے خلاف کیسے جاؤں"

ایمان نرم لہجے میں بولی تو وہ آرٹسٹ پھر بولی

"میم اگر شوہر اجازت دے تو بنو الینی چاہیے"

ایمان ہلکا سا مسکرا کر گویا ہوئی

"پہلی بات ابھی میرا نکاح نہیں ہوا اور دوسری بات عورت کو محض زیب و زینت کے لیے ابرو کے بال بنوانا، کٹوانا وغیرہ جائز نہیں اور یہ حکم سب عورتوں کے لیے ہے جو شرعی پردہ کرے ان کے لیے بھی یہی حکم ہے اور جو نہ کرے ان کے لیے بھی یہی حکم ہے خاوند اجازت دے یا نہ دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بہر حال عورت کے لیے بھنویں بنوانا جائز نہیں عورت پر خاوند کے لیے چہرے کا بناؤ سنگھار شرعی حدود میں رہتے ضروری ہے مگر زیب و زینت میں خلاف شرع کام کی اجازت نہیں"

ایمان کی بات سن کر آرٹسٹ چپ ہو گئی اور ایمان کو تیار کرنے لگی

"ایمان اور انیسہ کو پار لڑا پ کیے ڈھائی گھنٹے گزر چکے تھے فرہاد انیسہ کے کال کرنے پر انہیں پک کرنے آیا تھا لیکن ابھی بھی وہ دونوں باہر نہیں آئی تھیں فرہاد نے ایمان اور انیسہ کو سیدھا مار کی لے کر جانا تھا فرہاد گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور کلائی سامنے کر کے وقت دیکھنے لگا اس نے سیاہ رنگ کا کرتا پا جامہ پہن رکھا تھا جس پر سیاہ ہی واسکٹ پورے بازوؤں والی پہن رکھی تھی بال جیل سے ایک طرف جمائے ہوئے تھے پیر پیشوری چیل میں مقید تھے اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو ایمان اپنا بھاری کامدار لہنگا سنبھالتی ہوئی چلی آرہی تھی اس

نے اناری رنگ کا لہنگا زیب تن کیا ہوا تھا چہرے کے گرد حجاب لپیٹ کر حجاب پر بھاری کا مدار بارڈر والا ڈوپٹہ سلیقے سے ٹکایا ہوا تھا دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر سرخ چوڑیاں پہنی ہوئی تھی جو ہاتھوں کو حرکت دینے سے اپنا ساز بکھیر رہیں تھی اور نفاست سے کیا میک اپ اس کے دوشیزہ حسن کو ابھار رہا تھا ایمان مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تو فرہاد بھی مسکراتا ہوا آگے آیا اور ایمان کا ہاتھ تھام لیا

"ماشاء اللہ اللہ نظر بد سے بچائے میری بہن تو آج چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے"

فرہاد کے کہنے پر ایمان نے شرما کر چہرہ جھکا لیا اور فرہاد کی مدد سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر برابر اجمان ہو گئی فرہاد گاڑی کا دروازہ بند کرنے ہی والا تھا جب ایمان نے پکارا

"بھائی انیسہ کو دیکھ لیجئے گا اس کے پاس کافی سامان ہے"

فرہاد نے سر ہلا کر دروازہ بند کیا اور گاڑی کی دوسری طرف سے نکل کے پارلر کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کی نظر انیسہ پر پڑی فرہاد کی نظریں جامد ہو گئی لیکن اپنے قدم اس کی طرف بڑھاتا گیا انیسہ سیاہ نیٹ کی ساڑھی میں ملبوس تھی اس کی خوبصورت آنکھیں کا جل سے لبریز تھی اس کے ہلکے سرخ یا قوتی لب اس وقت ڈارک سرخ رنگ سے مزین تھے انیسہ کے لمبے سلکی بال ڈھیلے جوڑے میں بندھے تھے جن سے نکلتی دو لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھی جو ہوا سے اڑ کر چہرے پر آرہی تھی جنہیں وہ بار بار ہٹانے کی کوشش کرتی لیکن دونوں ہاتھوں میں سامان تھا فرہاد نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں سے بیگ اور شوپنگ بیگز لے کر

اپنے ایک ہاتھ میں منتقل کر لیے اس نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کوکان کے پیچھے اڑسا انیسہ نے پلکوں کی باڑا اٹھا کر فرہاد کے چہرے پر محبت کے رنگ دیکھے تو شرم و حیا سے سیاہ لمبی پلکوں کی جھالر گرا لی اس ایک لمحے میں فرہاد کی آنکھوں نے اسے دل میں اتارا تھا

"نزاکت لے کے اس کا آنکھوں میں دیکھنا تو بہ

الہی! ہم انہیں دیکھیں یا ان کا دیکھنا دیکھیں"

فرہاد دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر دلکش لہجے میں شعر بولا تو انیسہ نے مسکرا کر چہرہ اوپر اٹھایا اور بولی "چلیں"

"ہاں چلو ورنہ میں تو خدا کی اتنی خوبصورت تخلیق کو یہاں کھڑے کھڑے صدیوں دیکھ سکتا ہوں"

انیسہ نے فرہاد کا ہاتھ پکڑا جو ابھی تک اس کے دل پر تھا پھر ہنس کر گویا ہوئی

"چلیں دیر ہو رہی ہے"

"جی جی چلیں چلیں"

وہ تابعداری سے گویا ہوا

"نور ایمان بنت رحمان ملک آپ کا نکاح اذہان تیمور سیال ولد شیر وز تیمور سیال سے بعوض پانچ لاکھ روپے سکھ رائج الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟"

ایمان کے گلے میں آنسوؤں کا ذخیرہ اٹک گیا وہ لرزتی ہوئی آواز میں بامشکل بولی

"قب۔۔۔ قبول ہے"

"قبول ہے"

"قبول ہے"

ایمان کا سر اور چہرہ سرخ نیٹ کے ڈوپٹے سے ڈھکا تھا جس کے بارڈر پر قبول ہے لکھا ہوا تھا ایمان نے آنسوؤں کے ساتھ لرزتے ہاتھوں سے دستخط کر کے اپنے حقوق اذہان تیمور سیال کے نام لگائے تھے ایمان کا نکاح برائیدل روم میں ہوا تھا کیونکہ یہ ایمان کی ہی خواہش تھی کہ جب تک وہ اس کی محرم نہیں ہو جائے گی اس کے ساتھ نہیں بیٹھے گی اب مولوی صاحب اور گواہان اٹھ کر باہر اذہان کے پاس چلے گئے پیچھے ایمان انیسہ اور عائلہ بیگم کے گلے لگ کر خوب روئی تھی

"اذہان تیمور سیال ولد شیر وز تیمور سیال آپ کو نور ایمان بنت رحمان ملک اپنے نکاح میں قبول ہے؟"

"قبول ہے"

"قبول ہے"

"قبول ہے"

اذھان کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ دستخط کیے اور وہاں کھڑے سب لوگوں سے گلے ملا رحمان صاحب نے اس کے چہرے سے کچھ اخذ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی تاثر نہ ملا دعا کے بعد اچانک مارکی کی ساری لائٹس بند ہو گئی صرف ایک سپاٹ لائٹ اینٹرینس کی طرف تھی جس میں ایمان رحمان صاحب اور عائکہ بیگم کی معیت میں چلتی ہوئی آرہی تھی اذھان اسے دیکھ کر بھی کھڑا نہ ہوا تو شیراز صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباؤ بڑھایا اذھان نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے "بر خودار" کہہ کر ایمان کی طرف اشارہ کیا تو وہ ضبط کرتا کھڑا ہوا اور بے دلی سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ایمان نے اپنا ہاتھ اذھان کے ہاتھ میں دیا اور اس کی مدد سے سیٹج پر چڑھ گئی لیکن اذھان نے اسے بیٹھنے میں مدد نہیں دی تھی ایمان خود ہی اپنا بھاری لہنگا سنبھالتی خود ہی بیٹھ گئی اذھان نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا اب سب لوگ ان دونوں کو مبارکباد دینے آرہے تھے اذھان کا کل والا دوست بھی سیٹج پر آیا جو ایمان کا نمبر مانگ رہا تھا وہ اذھان کو مبارکباد دینے کے بعد سر جھکائے کھڑا تھا پھر آہستہ آواز میں گویا ہوا

"سوری اذھان مجھے نہیں پتہ تھا یہ تمہاری وائف بننے والی ہے"

اس کی آواز اتنی تھی کہ ایمان آرام سے سن سکتی تھی

"اب تو پتہ چل گیا نہ"

اذہان نے بنا لحاظ کے کہا تو وہ سر ہلاتا سٹیج سے نیچے اتر گیا وہیں اذہان کی نظر اینٹرنیس پر پڑی جہاں اشعر نواز اور مہوش کمال آگے پیچھے چلتے آرہے تھے اشعر سیدھا سٹیج پر ہی آیا جبکہ مہوش اپنی عزت بڑھانے کے لیے ثمرہ بیگم سے ملنے چلی گئی اذہان نے اشعر نواز کو بھی انویٹیشن کارڈ بھیجا لیکن اسے امید نہیں تھی کہ اشعر اس کی شادی پر آئے گا اشعر سٹیج پر آیا تو ایمان کو دیکھ کر اس کا چہرہ ایسے ہو گیا گویا جیسے سانپ نے سونگھ لیا ہو ایمان بھی اسے دیکھ چکی تھی اشعر ایمان کو ہی دیکھے جارہا تھا جب اذہان نے اشعر کے ہاتھ میں پکڑے بکے خود ہی اپنے ہاتھ میں لیے اور ضبط سے شکریہ بولا اشعر اذہان کی آواز سن کر ہوش میں آیا اور اذہان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے طنزیہ ہنسی لبوں پر سجاتے ہوئے بولا

"مبارک ہو بڑی تم ہمیشہ کی طرح آج بھی مجھ سے جیت گئے جس جس چیز کو میں نے پانے کی کوشش کی تم نے مجھ سے وہ چھین لی"

ایمان آدھی بات کا مفہوم سمجھ کر اپنے دونوں ہاتھ مسلتی رہی جبکہ اذہان ابھی بھی شش و پنج میں مبتلا تھا لیکن اشعر اپنی بات کہہ کر جا بھی چکا تھا مہوش سٹیج پر آئی تو اس کے ہاتھ میں بھی بکے تھے جو اس نے اذہان کو پکڑائے اور بے تکلفی سے اذہان اور ایمان سے گلے ملی مہوش نے ساڑھی زیب تن کی ہوئی تھی جس سے اس کا

برہنہ جسم واضح ہو رہا تھا اذہان نے ایمان اور مہوش کو دیکھا تو اسے ایمان کئی گنا بہتر لگی اس سے لیکن پھر خود ہی اپنے خیال کو جھٹک دیا

"اذہان یہ اشعر کہاں گیا اسے تو میں زبردستی ساتھ لائی تھی اب بغیر بتائے چلا بھی گیا"

مہوش باہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اشعر مہوش اور اذہان تینوں ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے اذہان بی بی اے کی ڈگری کے لیے ابرو ڈچلا گیا اشعر اور مہوش ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے لیکن اشعر نے ایک سمسٹر فریز کیا تھا جس کی وجہ سے ابھی وہ لاسٹ سمسٹر میں تھا اور مہوش اور اذہان ڈگری مکمل کر چکے تھے اذہان نے صرف ایک لفظی جواب دیا

"پتہ نہیں"

مہوش پھر ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی لیکن مخاطب اذہان سے تھی

"اذہان اپنی بیوی کا نام نہیں بتاؤ گے"

اذہان نے ایمان کی طرف دیکھا اور بولا

"ویسے تو میرا خیال ہے کارڈ پر اس کا نام بھی لکھا تھا خیر نور ایمان نام ہے"

اذہان کا ارادہ یہاں مرو تیں نبھانے کا نہیں تھا لیکن وہ اپنی ناپسندیدگی کا اشتہار بھی نہیں لگانا چاہتا تھا

"اذھان بائے داوے تم نے صحیح کہا تھا تمہاری بیوی واقعی خوبصورتی کا مجسمہ ہے لیکن مجسمے صرف شوپیس کے لیے ہی گھر میں رکھے جاتے ہیں یا کمرے کی زینت بنائے جاتے ہیں یہ ساری زندگی کے لیے کارآمد نہیں رہتے" وہ کچھ دیر رکی پھر بولی

"اور آج تو اس اضافی ڈوپٹے کا پھندا اپنے گلے میں نہ ڈالتی کیا تمہارا سانس بند نہیں ہوتا کیسے لیتی ہو تم اسے" مہوش اذھان سے مخاطب ہونے کے بعد ایمان سے بولی اس کے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی ایمان نے اذھان کی طرف دیکھا جو بالکل خاموش تھا لیکن ایمان کا اپنا ضبط جواب دے گیا تھا اس عجیب لڑکی کے تبصروں سے

"آپ کی پہلی بات کا جواب تو اصولاً میرے کچھ دیر پہلے بنے شوہر کو دینا چاہیے تھا لیکن خیر وہ خاموش ہے تو کیا ہوا میں دے دیتی ہوں اگر خوبصورت مجسمے کمرے کی زینت اور گھر کے شوپیس کے لیے ہیں تو باہر کی نمائش کے لیے آپ جیسی لڑکیاں جو ہیں ہمیں کیا ضرورت ہے آپ کی جگہ لینے کی اور دوسری بات حجاب میں اللہ کی رضا اور اپنی مرضی سے کرتی ہوں اس لیے میرا سانس بند نہیں ہوتا اور آپ ہوتی کون ہیں میری ذات پر تبصرے کرنے والی پہلے اپنی ذات کو سنوارے جو دنیا کی رنگینیوں میں بکھری پڑی ہے"

"واہ اذھان تمہاری بیوی کی تو زبان بھی بہت لمبی ہے"

مہوش طنزیہ بولی تو اذہان بولا

"مہوش کھانا لگ چکا ہے میرے خیال سے تمہیں کھانا کھالینا چاہیے"

اذہان جو کب سے خاموش تھا اب بولا تھا پہلے وہ کچھ بول ہی ناپایا کیونکہ وہ اندر کہی مہوش کی بات سے متفق تھا لیکن ایمان کے جواب نے اسے خاصا متاثر کیا تھا وہ تو اسے دیکھو سی حجاب کے ہالے میں گم رہنے والی لڑکی سمجھتا تھا لیکن وہ غلط تھا

"تمہاری بیوی نے جو خاطر تواضع کی ہے اتنی ہی کافی ہے پیٹ بھر گیا میرا اب میں چلتی ہوں"

"یہی ٹھیک رہے گا"

ایمان اسے دیکھتے ہوئے بولی تو مہوش اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتی وہاں سے نکلتی چلی گئی

"یہ تم اس کے ساتھ کس طرح بات کر رہی تھی"

اذہان اسے غصے سے گھورتا ہوا بولا تو ایمان بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولی

"میں اپنی ذات پر کیے جانے والے طنز برداشت نہیں کرتی اس لیے مجھے مت سکھائیے کہ مجھے کس سے کس

طرح بات کرنی ہے"

"میری ایک بات"

اذھان اسے انگلی دکھا کر کچھ بولنے ہی والا تھا جب انیسہ آکر بولی

"بھائی رخصتی کا وقت ہو گیا لیکن اس سے پہلے اس طرف آپ کو ڈیڈ بلا رہے ہیں"

انیسہ نے ہاتھ کے اشارے سے کونے والی میز کی طرف اشارہ کیا تو اذھان سر ہلاتا نیچے اتر گیا انیسہ ایمان کے ساتھ باتیں کرنے بیٹھ گئی

کچھ دیر بعد رخصتی ہوئی تو ایمان رحمان صاحب اور فرہاد کے گلے لگ کر خوب روئی تھی رحمان صاحب اور فرہاد کی آنکھیں بھی ایمان کو رخصت کرتے وقت نم تھی ایمان روتے ہوئے رحمان صاحب کے گلے لگی اور ان کے ہاتھ تھام کر والہانہ پیار کرنے لگی اپنے بابا جان سے ملنے کے بعد وہ فرہاد کے گلے لگ کر خوب روئی تھی فرہاد نے نم آنکھوں کے ساتھ اس کے سر پر بوسہ دیا بہنوں کو رخصت کرنا آسان تو نہیں ہوتا ایمان نے فرہاد کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا تو فرہاد نے خود ہی اپنے سر کو جھکا دیا ایمان نے اپنے لرزتے لب اس کے ماتھے پر رکھے تو فرہاد کی آنکھوں میں اٹکے آنسو گال پر بہہ گئے

"بھائی میری دوست کو کبھی تکلیف مت دینا میں صبر کی کوشش کروں گی اگر کبھی صبر جواب دے گیا تو انیسہ کے ساتھ اپنا رویہ مت بدلے گا"

فرہاد نے اس کے جملوں کی گہرائیوں پر غور کیے بغیر بولا

"اللہ میری گڑیا کو ہمیشہ خوش رکھے"

اذہان یہ ڈراما دیکھ کر اکتا چکا تھا لیکن بول نہیں پایا اذہان اپنی پھولوں سے سچی بلیک پر اڈو میں آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ایمان سب سے ملنے کے بعد انیسہ کی مدد سے پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی اذہان نے گاڑی زن سے آگے بھگائی تھی باقی سب بھی مل کر اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے سب رشتہ دار پاس ہی رہتے اس لیے سب کل آنے کا کہہ کر اپنے اپنے گھروں میں روانہ ہو گئے اذہان سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ساتھ بیٹھی ایمان کی دبی دبی سسکیاں سنائی دیں اذہان نے کوفت سے آنکھیں میچ کر اسے دیکھا

"اب تم اپنا رونا بند کرو گی فضول میں سر درد لگایا ہوا ہے"

"آپ اپنا گھر چھوڑیں کبھی پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ گھر والوں کو چھوڑنا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے"

"میں نے چار سال یہ تکلیف سہی ہے"

"میں نے زندگی بھر سہنی ہے"

اذہان کھوئے ہوئے لہجے میں بولا تو ایمان نے بھی دو بد و جواب دیا لیکن وہ رکی نہیں مزید بولی

"اور سب سے بڑھ کر ساری زندگی آپ کو بھی برداشت کرنا ہے"

Novel Hub

نور ایمان از قلم نمرہ اسلم

ایمان اب خاموش ہو چکی تھی لیکن اذہان کو یہ بات پتنگے لگا گئی تھی اس نے کار کی سپیڈ بڑھائی اور بنتا لیس منٹ کا راستہ آدھے گھنٹے میں طے کر تا گاڑی گھر کے پورچ میں کھڑی کی تھی ابھی گھر پر کوئی نہیں تھا سوائے ملازموں کے چونک کر اذہان نے گیٹ کھولا تھا اب گاڑی پورچ میں کھڑے کیے اذہان اسے گاڑی سے نکلنے کو کہہ رہا تھا

"گاڑی سے نکلو"

اذہان نے سٹیرنگ پر ہاتھ جمائے نظریں ونڈ سکرین پر مرکوز کیے باہر کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن لہجے میں غصے کا عنصر شامل تھا ایمان نے حیرانگی سے اسے دیکھا ابھی تو گھر پر کوئی بھی نہیں تھا اور اسے تو معلوم بھی نہیں تھا کہ کس طرف جانا ہے

"آپ اندر نہیں جائیں گے"

ایمان نے پوچھا تو اذہان دھاڑ کر بولا

"سنائی نہیں دیا"

"I said get out from the car"

ایمان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی حیران تو وہ تب ہوئی جب اذہان گاڑی ریورس کر تا گاڑی گھر کے گیٹ سے باہر نکال چکا تھا ایمان کتنے ہی لمحے وہاں کھڑی خالی پورچ کو دیکھتی رہی پھر ہمت کر کے اندر بڑھی اسے

Novel Hub

نور ایمان از قلم نمرہ اسلم

اندر جانے کا رستہ معلوم تھا کیونکہ وہ پہلے آپچی تھی اندر آئی تو سامنے ہی ایک ملازمہ کچن سے نکل رہی تھی ملازمہ کی چیخ برآمد ہوتے ہوتے رکی تھی وہ آگے آئی اور لاؤنج کی ساری بتیاں جلادی وہ دلہن کے روپ میں سچی سنوری ایمان کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی

"بی بی جی آپ اذہان بابا کی دلہن ہیں؟"

ایمان کا دل ایک دم بھر گیا تھا کوئی اپنی پہلے دن کی دلہن کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے کیا لیکن وہ یہ بات کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اسے اپنی جنگ خود لڑنی تھی وہ اتنی مضبوط تھی کہ اسے خود کے لیے لڑنا آتا تھا وہ ان میں سے نہیں تھی جو اپنے پر ڈھائے گئے ظلم کی داستان ہر ایک کو سناتے پھرتے ہیں اسے اپنے راز اپنے تک رکھنے آتے تھے اس نے ملازمہ کو دیکھا تو ہلکی آواز میں بولی

"آپ مجھے کمرے تک چھوڑ آئیے دراصل ہم جلدی پہنچ گئے تھے ابھی گھر والے نہیں آئے اور اذہان کو کوئی ارجنٹ کام پڑ گیا تھا اس لیے انہیں گیٹ سے ہی جانا پڑا لیکن انہوں نے بتایا تھا کہ آپ اندر ہوں گی اور مجھے کمرے تک بھی چھوڑ آئیں گی"

ایمان ملازمہ کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے سر ہلایا اور اسے سیڑھیوں کے راستے اوپر والے پورشن میں لے آئی

"ویسے بی بی جی ایسا بھی کیا کام جو اپنی دلہن کو ہی باہر چھوڑ گئے"

Novel Hub

نور ایمان از قلم نمرہ اسلم

ملازمہ نے اسے اذہان کے دروازے کے باہر کھڑا کر کے کہا تو ایمان کا حلق خشک ہو گیا اسے امید نہیں تھی کہ اس رشتے کی شروعات کرتے ہی اسے ہر ایک سے جھوٹ بولنا پڑے گا اس لیے تھوک نگلتے ہوئے بولی "وہ مجھے کوریڈور تک چھوڑ کر گئے تھے ان کو بہت ضروری کام تھا اس لیے میں نے ہی منع کر دیا تھا اور مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ پریشان مت ہوں مام اور ڈیڈ آئیں تو ان سے کہہ دینا ہم پہنچ گئے تھے"

آخری بات ایمان نے زبردستی مسکرا کر کہی تھی اسے تو یہاں ملازموں کو بھی صفائیاں پیش کرنی پڑ رہی تھی ملازمہ سر تائیدی انداز میں ہلاتی نیچے چلی گئی

انیسہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے سرخ و سپید پیر بلیک پینسل ہیل سے آزاد کر رہی تھی اب وہ سیدھی ہو کر اپنی جیولری اتار رہی تھی اتنی دیر میں فرہاد بھی واشروم سے فریش ہو کر باہر نکلا اس نے بلیوٹراؤزر پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی گیلے بال بے ترتیبی سے اس کے ماتھے پر بکھرے تھے جن کو وہ تویلیے سے رگڑ رہا تھا وہ انیسہ کو آئینے کے سامنے مصروف دیکھ کر بولا

"آج بہت پیاری لگ رہی تھی تم"

"شکریہ لیکن ماشاء اللہ تو بول دیں نظر لگ جاتی ہے"

نورِ ایمان از قلمِ نمره ۱۵ سلم

"شوہر کی نظر ہی تو لگتی ہے پوری مار کی میں آپ بس مجھے ہی دیکھے جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو اب آپ نے بتایا کہ میں پیاری لگ رہی تھی"

انیسہ آخری بات شرماء کر بولی تو فرہاد نے ہلکا سا قہقہا لگایا

"اپنی بیوی کو نہ دیکھتا تو کیا دوسروں کی بیویوں پر نظریں جماتا"

فرہاد ہاتھوں پر روشن لگاتے ہوئے بولا تو انیسہ اس کی طرف رخ موڑتے ہوئے غصے سے بولی

"آپ دیکھتے تو سہی کسی اور کی طرف آنکھیں نازکال لیتی میں آپ کی"

فرہاد کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کمرے میں گونجتا تھا انیسہ نے بے اختیاری میں جملہ کہہ کر زبان دانتوں تلے دبائی

تھی وہ ہمیشہ بات کہہ کر چچھتاتی تھی

"سوری مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا"

انیسہ شرمندگی سے سر جھکائے بولی تو فرہاد نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا

"مجھے تمہاری باتیں تکلیف نہیں دیتی بلکہ میں تو انجوائے کرتا ہوں مجھے اچھا لگتا ہے جب میری بیوی مجھ پر اپنا حق سمجھتی ہے"

فرہاد نے نرمی سے کہا اور اس کے کندھوں کو اپنے ہاتھوں سے آزاد کر دیا انیسہ اپنے لب کچلتی ڈریسنگ روم میں چینج کرنے چلی گئی

پورے دس منٹ بعد شیر وز صاحب نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی تھی لیکن پورچ میں کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی وہ گاڑی سے باہر نکلے اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ثمرہ بیگم کے سامنے ہاتھ پھیلا یا تو ثمرہ بیگم نے اپنا ہاتھ شیر وز صاحب کے ہاتھ میں رکھ دیا اور ان کی مدد سے گاڑی سے باہر نکلی وہ اس عمر میں بھی اپنی بیوی کا خیال رکھتے تھے

"بیگم آپ کے صاحب زادے کہاں رہ گئے ابھی تک آئے نہیں گاڑی تو بہت سپیڈ میں بڑھائی تھی مجھے کیسے پتہ ہو گا؟ آپ کال کریں اسے"

ثمرہ بیگم ابھی بول ہی رہی تھیں کہ چوکیدار ان کے پاس آکر سر جھکا کر بولا

"صاب اذہان بابو آئے تھے لیکن دلہن بی بی کو یہی چھوڑ کر خود پتہ نہیں کیستے چلے گئے"

شیر وز صاحب نے سر ہلایا اور جیب سے موبائل نکال کر اندر کی طرف بڑھ گئے ثمرہ بیگم بھی ان کے پیچھے اندر چلی گئی شیر وز صاحب اندر آکر اذہان کو کال کر رہے تھے مگر اس کا موبائل سوئچ آف تھا ثمرہ بیگم بھی پریشان سی ٹہل رہی تھی

"بیگم آپ کے بیٹے سے مجھے اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی امید نہیں تھی کہا تھا میں نے آپ سے کہ اس کے ساتھ زبردستی نہ کریں اب اپنی دونوں بچیوں کی زندگی برباد ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھیے جس بربادی کا آغاز آپ کا بیٹا کر گیا ہے اور اوپر جا کر بچی کو تو دیکھیے وہ پریشان ہو رہی ہو گی اور شازیہ (نوکرانی) کو بلائے اس سے پیچھے ایمان کو اس کے روم میں چھوڑا ہے کہ نہیں"

ثمرہ بیگم نے ابھی قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ شازیہ آکر بولی

"بی بی جی دلہن بی بی کہہ رہی تھی کہ جب آپ آئیں تو آپ کو بتا دوں کہ وہ پہنچ گئے تھے اور اذہان صاب جروری کام سے بارگئے ہیں انہیں ان کے جانے سے کوئی مسئلہ نہیں وہ انہیں بتا کر گئے ہیں"

"دیکھا آپ فضول میں ہی غصہ کر رہے تھے وہ ایمان کو بتا کر گیا ہے اب اتنا بھی غیر ذمہ دار نہیں ہے میرا بیٹا"

ثمرہ بیگم خفاسی بولی تو شیر وز صاحب بولے

"آپ کو اپنا بیٹا ابھی بھی ٹھیک لگ رہا ہے کون سا ایسا انسان ہے جو اپنی دلہن کو پورچ میں چھوڑ کر جاتا ہے"

"صاحب جی پورچ میں نہیں راہداری تک چھوڑ کر گئے تھے دلہن بی بی کہہ رہی تھی کہ میں نے خود کہا تھا کہ میں آگے خود چلی جاؤں گی"

شازیہ کی بات سن کر شیر وز صاحب نے اسے جانے کا اشارہ کیا اور بولے

"یہ تو میری بیٹی کا ہی ظرف ہے جو آپ کے لاڈلے صاحب کو برداشت کر گئی ہوتی کوئی اور تو بتاتی اس کو اور اپنی شادی سے زیادہ ایسا کون سا ضروری کام پڑ گیا تھا جو اسے جانا پڑا"

"اب چھوڑ بھی دیں اس بات کو شیر وز صاحب جب ایمان کو ہی کوئی مسئلہ نہیں ہے اور میں دیکھ کر آتی ہوں ایمان کو"

"رہنے دیں اب اس وقت اسے تنگ نہ کریں اب صبح بات ہوگی آپ کے لاڈلے سے"

شیر وز صاحب غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تو ثمرہ بیگم بھی ان کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوئی انہوں نے شیر وز صاحب کو آج پہلی بار غصے میں دیکھا تھا اور نہ ان کی طبیعت ہمیشہ سے لونگ اور کیڑنگ ہی رہی تھی ان کا رویہ ہمیشہ سے دوستانہ ہی رہا تھا لیکن آج اذہان کی حرکت نے انہیں تاؤ دلا دیا تھا

ایمان پھولوں سے سجے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر بھی جواب دے گئی تھی اس نے گھڑی کی طرف دیکھا تو گھڑی کی سوئیاں 12 کے ہند سے پر تھیں ایمان کو امید تھی کہ اس کا انتظار کرنا بیکار ہے اس لیے اٹھ کر آئینے کے سامنے آئی اور اپنی جیولری اتارنے لگی وہ خود کو آئینے کے سامنے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی بد قسمت ہو سکتا ہے جسے اس کا شوہر پہلے دن ہی رسوا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے ایمان کی آنکھیں ضبط سے لال ہو چکی تھی اس کی ایک آنکھ سے آنسو پھسلا تو اس نے مسکرا کر صاف کر لیا

"خود سے اور قسمت سے کس چیز کا شکوہ دونوں کو بنانے والا خدا ہے اب میں خدا سے شکوہ کروں گی کیا"

ایمان آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے بڑبڑائی اپنے تمام زیور اتار کر اس نے حجاب کھولا اور الماری سے آرام دہ سوٹ لے کر واشروم کی طرف چلی گئی

ایمان ابھی بھی صوفے پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی گھڑی کی سوئیاں دو کا ہندسہ پار کر چکی تھی اسے خوب رونا آرہا تھا لیکن وہ جانتی تھی ایک ہی جگہ ہے جہاں وہ بکھرتی ہے اور سامنے والا اسے سمیٹ لیتا ہے تجہد کا وقت ہو چکا تھا اس نے وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر نماز کے لیے نیت باندھ لی ساتھ ساتھ آنکھوں سے اشک بھی رواں تھے ایمان نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے لیکن کچھ بولا ہی نہیں گیا بولی تو صرف اتنا

"یا اللہ آج بس میری خاموشی کو سن لے اگر میں نے آج فریاد کی تو شکوہ ہو جائے گا یا اللہ مجھ پر رحم کریں میں صرف آپ کی گناہ گار ہوں یا اللہ مجھے کسی دوسرے کے ہاتھوں رسوا مت کریں یا اللہ میں بکھر جاؤں گی یا اللہ مجھے بکھرنے سے پہلے سمیٹ لیں"

ایمان دونوں ہاتھوں میں چہرہ چپھائے زار و قطار رو رہی تھی جب دروازے کے کلک ہونے کی آواز آئی ایمان نے اچانک چہرہ ہاتھوں کے پیالے سے اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تو اذہان اندر داخل ہوا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی شیر وانی زمین پر پھینکی اور خود آڑھتا ترچھا بیڈ پر دھیر ہو گیا ایمان نے گردن گھما کر اسے دیکھا تھا اسے وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا ایمان نے کھڑی ہو کر جائے نماز تہہ کی اور زمین بوس ہوئی شیر وانی اٹھائی ایمان نے چہرے کے قریب کیا ہی تھا کہ اس کے اندر سے اٹھتی بدبو اسے بہت کچھ سمجھا گئی تھی

"یا اللہ یہ تو ڈرنک بھی کرتے ہیں"

ایمان چہرہ اوپر کر کے بولی وہ ضبط کر رہی تھی لیکن ضبط کے باوجود اس کی آنکھیں دھواں دھواں ہو گئی تھیں اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو بتا رہے تھے کہ اسے کتنی تکلیف ہوئی ہے اس نے کب چاہا تھا کہ اسے اتنی تکلیفیں ملیں اس نے بہتر مانگا تھا لیکن یہ کیا یہ شخص تو کسی قابل نہیں تھا لیکن اسے یہ رشتہ اپنی آخری سانس تک نبھانا تھا کیونکہ اس رشتے سے دوزندگیاں جڑی تھیں اور دونوں اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز تھیں ایمان شیر وانی ڈریسنگ روم میں رکھ کر آئی تو اس کی نظر اذہان کے پیروں پر پڑی جو ابھی تک کھسے میں مقید تھے ایمان نے

نورِ ایمان از قلمِ نمره ۱۵ سلم

"پاااااا۔۔۔ پانی پلاؤ"

Page 30 | 49

اس طرح اس نے پورا جگ ختم کر دیا وہ تھوڑا تھوڑا اپنے حواسوں میں واپس آ رہا تھا اذہان ایمان کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا پھر سر جھٹکتا کھڑا ہوا اور کپڑے لے کر واشروم میں چلا گیا کچھ دیر بعد وہ نہا کر آیا تو قدرے بہتر تھا اس نے رف ٹراؤزر اور شرٹ پہن رکھی تھی ایمان اسے باہر آتا دیکھ کر واشروم میں وضو کرنے چلی گئی کیونکہ باہر فجر کی اذان ہو رہی تھی اذہان بیڈ پر آ کر نیم دراز ہو گیا اور رات والا واقع سوچنے لگا وہ ایمان کو پورچ میں ہی چھوڑ کر خود کلب آ گیا تھا اذہان وہاں قطرہ قطرہ شراب اپنے اندر اندیل رہا تھا جب دور بیٹھا شعر اٹھ کر اس کے پاس آیا وہ بھی شراب کے نشے میں دھت تھا اس نے بیرے سے دو گلاس لے کر اس میں واٹن اندیلی اور اس میں سے ایک گلاس میں کچھ پاؤڈر ملا دیا اور اسے اچھی طرح مکس کیے اذہان کے پاس لے آیا تھا اذہان جو پہلے ہی غصے میں بھرا بیٹھا تھا اس نے اشعر کی شکل دیکھے بغیر گلاس اپنے لبوں سے لگایا تھا اور ایک سانس میں ختم کر گیا تھا کچھ لمحوں بعد اذہان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تو وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اس کی چال میں واضح لرزش تھی اشعر اس کے پیچھے دونوں بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا اشعر مسکراتے ہوئے افسوس سے بولا

“Ch ch ch ch your golden night will be spoil today”

اذہان نے اس کے ہمتے پر پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن اس کا سر مسلسل چکرارہا تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا محسوس ہوا تو وہ ہمت کرتا اپنی گاڑی تک پہنچا اور بہت مشکل سے اندھا دھند گاڑی چلاتا گھر پہنچا تھا وہ سیدھا کمرے میں آیا تو بیڈ پر لیٹتے ہی ہوش و خرد سے بیگانہ ہوا تھا اذہان کے ساتھ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا اگر وہ زیادہ

ڈرنک بھی کر لیتا تو وہ اپنے حواس میں ہی رہتا تھا کیونکہ چار سالوں سے وائٹن کا عادی تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اشعر نے ہی ڈرنک میں کچھ ملا یا تھا اذہان سوتے سے ایک دم ہڑبڑا کر اٹھا تھا اس کے جسم کا پور پور پسینے سے شرابور تھا اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ ایک اندھیرے میدان میں ہے اور اس کے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے جو اس کو لپیٹ میں لینے کی کوشش کر رہی ہے وہ ارد گرد مدد کے لیے پکارتا ہے لیکن کوئی نہیں آتا پھر اچانک ایک کونے سے روشنی چمکتی ہے اور آگ کا الاؤ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اذہان اس روشنی کی طرف بڑھتا ہے لیکن وہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور یہیں اذہان کا خواب ٹوٹتا ہے اور ہڑبڑا کر اٹھتا ہے پیاس سے اس گلے میں کانٹے چھبنے لگتے ہیں تو وہ جگ دیکھتا ہے جو اس وقت خالی تھا اس کی ٹانگوں میں اتنی سکت نہ تھی جو وہ نیچے سے پانی لے آتا اچانک اس کی نظر سامنے صوفے پر لیٹے وجود پر پڑی تو اٹھ کر اس کے پاس بیٹھ کر اس کا کندھا ہلانے لگا اذہان نے سوچوں کو جھٹک کر ایمان کو دیکھا تو وہ فجر کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی ایمان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا دعا مانگے اس لیے اپنے لیے بھلائی اور اذہان کے لیے ہدایت مانگ کر اٹھ کھڑی ہوئی اذہان بغور اسے دیکھ رہا تھا جو ادھر ادھر کچھ تلاش کر رہی تھی اس نے اذہان کی طرف دیکھا تو وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا ایمان نظریں چراتے ہوئے پھر سے ادھر ادھر کچھ تلاش کرنے لگی تو اذہان کو ہی خیال آیا اسی لیے پوچھ بیٹھا

"کیا ڈھونڈ رہی ہو؟"

اذہان کی اواز میں کوئی تاثر نہیں تھا

"قرآن پاک-----مجھے تلاوت کرنی ہے"

"میرے کمرے میں نہیں ہے نیچے سے شاید مل جائے"

ایمان صوفے پر جا کر بیٹھ گئی کیونکہ سب سو رہے تھے اور اسے صحیح جگہ بھی نہیں معلوم تھی جہاں سے قرآن ملے گا اسے اپنے قرآن پاک سے پڑھنے کی عادت تھی وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ کل اپنا ضرورت کا سامان اپنے گھر سے لے آئے گی ایمان صبح کی مخصوص دعائیں پڑھ رہی تھی جب اذہان نے اس کی طرف دیکھا جس کی خوبصورت آنکھیں اس وقت سرخی لیے ہوئی تھیں اور لب پڑھتے ہوئے ہل رہے تھے اذہان سر جھٹکتا ڈریسنگ روم میں گھس گیا وہ باہر آیا تو اس نے ٹریک سوٹ پہن رکھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ واک پر جا رہا ہے اذہان نے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور ایک لمبی مخملی ڈبی باہر نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر ایمان سے بولا "بریسلٹ ہے اس میں پہن لینا کوئی پوچھے تو کہہ دینا منہ دکھائی میں ملا ہے اور کسی خوش فہمی میں مت رہنا یہ صرف میری بہن کا خیال تھا مجھے ورنہ ان چاہے وجود کو میں برداشت کر رہا ہوں یہ ہی کافی ہے مجھ سے ایکسپیکٹیشن مت رکھنا کسی بھی چیز کی"

ایمان ابھی بھی صوفے پر بیٹھی تھی اذہان اس کی طرف دیکھے بغیر باہر نکل گیا وہ دو گھنٹے بعد واپس آیا تو ایمان آئینے کے سامنے مکمل تیار کھڑی حجاب کو آخری پن لگا رہی تھی اس نے سفید رنگ کا ہلکے نگوں والا سوٹ پہن

رکھا تھا ساتھ ہم رنگ ڈوپٹے سے حجاب باندھا ہوا تھا ہلکا گلابی ڈوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا اس نے رسمی طور پر ہلکا سامیک اپ بھی کر لیا تھا اس نے اذہان کی طرف دیکھا تو وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا وہ اندر آیا تو سفید کلف لگا سوٹ پہلے سے باہر نکال کر لٹکایا ہوا تھا ساتھ پیشوری چپل بھی رکھی ہوئی تھی اس نے نفرت سے وہ سوٹ اندر رکھا اور آفس کے حساب سے کپڑے نکال کر پہن لیے ایمان باہر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی اس کے دل میں ہلکی سی خواہش جاگی تھی کہ کاش وہ وہی سفید سوٹ پہنے لیکن اسے باہر آفس ڈریس میں دیکھ کر اسے سبکی محسوس ہوئی تھی اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو جیل سے سیٹ کر رہا تھا اذہان نے پرفیوم کی شیشی اٹھا کر خود پر چھڑکنے ہی والا تھا کہ آئینے سے ایمان کو دیکھا جو سر جھکائے پیروں کے انگوٹھے پر نظریں جمائے کھڑی تھی اذہان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور سر دلہجے میں بولا

"جا کیوں نہیں رہی؟"

"آپ کا انتظار کر رہی تھی"

اذہان دو قدموں کا فاصلہ طے کرتا اس کے قریب آیا اور اس کا بازو دبویں کر غرایا

"ساری زندگی بھی انتظار کرتی رہو گی ناتب بھی تمہیں نصیب نہیں ہوں گا سمجھی"

اذہان نے اس کا بازو چھوڑا تو وہ لڑکھڑا کر تھوڑا پیچھے ہوئی اور مسکرا کر بولی

"مسٹر اذہان مجھے ایسی کوئی غلط فہمی بھی لاحق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو پانے کی چاہ ہے۔۔۔۔۔ اگر میں اکیلی نیچے جاتی تو یقیناً سوال جواب شروع ہو جاتے اس لیے بہتر ہے کہ ہم ساتھ جائیں"

بے دلی اس قدر ہے کہ آج ہمیں تم سے

کچھ نہیں چاہیے حتہ کہ محبت بھی نہیں

(جون ایلیاء)

ایمان سکون سے بولتے ہوئے اس کا سکون برباد کر گئی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا تو ایمان بھی اس کے پیچھے نیچے اتر آئی ایمان نے سب کو سلام کیا تھا شیر وز صاحب اور ثمرہ بیگم خوشدلی سے سلام کا جواب دے کر اذہان کو گھورتے رہے سب ناشتہ کر رہے تھے جب شیر وز صاحب کی بلند آواز سنائی دی

"اذہان رات میں کہاں تھے تم؟"

شیر وز صاحب نے کڑے تیوروں سے پوچھا تو اذہان سکون سے بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے بولا

"ضروری کام سے گیا تھا"

اس کے پر سکون انداز پر شیر وز صاحب کو غصہ آیا تھا

"ایسا کون سا ضروری کام تھا جو تم بچی کو باہر چھوڑ کر چلے گئے تھے"

شیر وز صاحب تقریباً چیختے ہوئے بولے تو اذہان بھی دھاڑ کر بولا

"آپ کو اس بات سے مطلب نہیں ہونا چاہیے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ کوئی میری لائف میں انٹرفیر نہ کرے"

باپ بیٹے کو لڑتے دیکھ ایمان نے مداخلت کی تھی

"ڈیڈ اذہان مجھے بتا کر گئے تھے اور کوریڈور تک چھوڑ کر گئے تھے ان کو ضروری کام تھا اس لیے میں نے خود ہی

کہہ دیا تھا کہ میں چلی جاؤں گی آپ میرے لیے پریشان مت ہوں"

ایمان کے نرمی سے کہنے پر شیر وز صاحب خاموش ہو گئے اذہان کرسی کھسکا کر پیچھے ہوا اور اپنے کمرے کی

طرف چلا گیا ایمان بھی ناشتہ کر چکی کیونکہ شیر وز صاحب کے علاوہ سب ہلکا پھلکا ناشتہ کرتے تھے

"ایمان بیٹا آپ اذہان کو دیکھیں اوپر جا کر"

شمرہ بیگم بولی تو ایمان سر کو تائیدی انداز میں ہلاتی اوپر چلی گئی

ایمان کمرے میں آئی تو اذہان کسی سے فون پر بات کر رہا تھا اذہان کال ڈسکنیکٹ کر کے اس کے قریب آ کر

بازو دبوچ کر مسکرایا

"ماننا پڑے گا بھی بہت اچھی اداکارہ ہو تم۔۔۔۔۔ جھوٹی عورت"

ایمان نے اپنے دبوچے ہوئے بازو کو دیکھا اور اسے اذہان کی گرفت سے آزاد کروایا

"بات بات پر میرے بازو کو اذیت مت دیا کریں اور میں خود پر خود حیران ہوں کہ آپ کی دسترس میں آتے ہی میری زبان سے روانگی سے جھوٹا دہور ہے ہیں اور رررر بیوی ہوں نا آپ کی اب سب کے سامنے آپ کو ذلیل ہوتے تھوڑی دیکھ سکتی ہوں مائے ڈیریسٹ ہر بینڈ"

ایمان کی آخری بات اسے خنجر کی طرح محسوس ہوئی جو اس کا مزاق اڑا رہی تھی ایمان اپنی طبیعت کے برخلاف اذہان کی روڈ باتوں کا جواب اس کے انداز میں ہی دیتی تھی وہ نرم طبیعت کی مالک لوگوں کو ان کی باتوں کا جواب ان کی زبان میں ہی دیتی تھی

"اپنی قینچی جیسی زبان کے فراٹے میرے سامنے مت بھرا کرو"

"آپ اپنی تلوار جیسی لمبی زبان مت چلایا کریں میری قینچی جیسی زبان خود ہی بند رہے گی"

ایمان کے سکون سے کہنے پر اذہان دھاڑا

"یوووووووو..."

لیکن بات بچ میں ہی رہ گئی کیونکہ کال آچکی تھی اذہان اسے گھورتا اپنی کیز اور وائلٹ لے کر باہر نکل گیا ایمان پیچھے گہرا سانس لیتے ہوئے اللہ سے مخاطب ہوئی

"یا اللہ سوری میں جانتی ہوں شوہر کے ساتھ زبان درازی نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر بولوں گی نہیں تو کمزور عورت کہلاؤں گی جسے جو چاہے روند دے گا"

ایمان اس کے پیچھے ہی نیچے اتری لیکن سامنے ہی شیراز صاحب اذہان کو دوبارہ گھیر چکے تھے جو آفس کے لیے نکل رہا تھا

"کدھر جا رہے ہو اذہان"

وہ سرد لہجے میں بولے تو اذہان نے اکتا کر جواب دیا

"میرے خیال سے آفس کا وقت ہو گیا ہے تو ظاہر سی بات ہے وہی جاؤں گا"

"لیکن آج تمہارا ولیمہ ہے اور میٹنگ میں احمد سے کہہ کر کینسل کروا چکا ہوں...."

The meeting will be held on Monday

میٹنگ سوموار کو ہوگی)"

"ڈونٹ وری جلدی آجاؤں گا صرف اپنی بہن کے لیے اور ررر کس نے کہا میٹنگ ملتوی ہو چکی ہے"

اذہان تلخ ہنسا

نورِ ایمان از قلمِ نمبر ۱۵ سلم

شیر وز صاحب کو بولتے دیکھ شمرہ بیگم نرمی سے بولی تھی

"مام اگر آپ کی بات مکمل ہو گئی ہو تو میں جاؤں"

اذہان بغیر کسی لحاظ کے بولا تو شیر وز صاحب غصے سے لب بھیج گئے جب کہ شمرہ بیگم حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ان کا بیٹا ایسا تو نہیں تھا وہ تو بہت فرمانبردار تھا کیا مغرب کی ہواؤں نے اس کے جذبات احساسات کو سرد کر دیا تھا؟ وہ تو ہر بات مان لیتا تھا ایمان واپس کمرے میں جا چکی تھی

[illegible]

شمرہ بیگم نم آنکھوں سے بولی تو اذہان بغیر کوئی جواب دیے باہر نکل گیا

نورِ ایمان از قلم نمره ۱۵ سلم

وہ بالکل جھنجھایا ہوا خود سے سوال کر کے جواب دے رہا تھا

"بس وہ مجھے پسند نہیں ہے"

اسے نفرت کا بس یہ ہی جواب ملا تھا

"لیکن یہ تو کوئی جواز نہ ہوا کسی سے نفرت کرنے کا"

اس کی سوچوں کا تسلسل دروازے پر ہوتی دستک سے ٹوٹا تھا بیون کافی لے کر آیا تھا اس نے ہاتھ کے اشارے سے رکھنے کو کہا تو وہ کافی رکھ کر باہر چلا گیا اذہان نے کچھ دیر بعد میٹنگ ایجنڈ کی اور گھر کے لیے نکل گیا

مجھ سے دامن نہ چھوڑا مجھ کو بچا کر رکھ لے

فرہاد اور انیسہ کب سے شاپنگ پر آئے ہوئے تھے انیسہ نے بہت سا سامان خریدا تھا جو فرہاد نے بہت خوشی سے اسے دلایا تھا زیادہ تر چیزیں فرہاد کی پسند کی ہی تھیں اب وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے لہجہ کر رہے تھے فرہاد کھانا کھاتے ہوئے انیسہ کو ہی دیکھ رہا تھا جو بہت رغبت سے کھانا کھا رہی تھی فرہاد اس کو دیکھ کر مسکرایا اور اسے ہولے سے پکارا

"انیسہ"

فرہاد نے اسے پکارا تو وہ مصروف سی "ہوں" بولی لیکن دیکھا ابھی بھی نہیں جیسے اس وقت کھانے سے ضروری کچھ بھی نہیں تھا وہ ایسی ہی تھی زیادہ شاپنگ کر کے اسے بھوک لگ جاتی تھی

"انیسہ میں سوچ رہا تھا کہ آج ساتھ خیریت سے ولیمہ ہو جائے تو تم کل سے یونی جانا سٹارٹ کر دو"

انیسہ نے کھانے سے ہاتھ روک کر آنکھوں میں دنیا جہاں کی بے یقینی سمو کر ایک جھٹکے سے سراٹھا کر فرہاد کی جانب دیکھا جیسے اسے موت کی نوید سنا دی گئی ہو فرہاد کی آنکھوں میں شرارت تھی لیکن لہجہ سنجیدہ تھا

"میں دو ہفتوں کی چھٹیاں لے کر آئی تھی"

انیسہ ڈبڈبائی ہوئی آواز میں بولی

"بیوی سے ایک دن میں اتنے بیزار ہو گئے ہیں آپ کے مجھے اگلے دن ہی یونی بھیجنے پر تلے ہوئے ہیں خود آپ نے اپنے ہی آفس سے دوویک کی چھٹیاں لی ہوئی ہیں"

وہ خفا خفا لگ رہی تھی فرہاد نے اس کا ہاتھ تھاما

"یار اتنی سیر یس کیوں ہو جاتی ہو مزاق کر رہا تھا میں ابھی تو میں نے اپنی پیاری سی بیوی کو دنیا کی سیر کروانی ہے"

فرہاد کو نرم پڑتے دیکھ انیسہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال کر اس کا ہاتھ تھام لیا اب ایسا تھا کہ فرہاد کا ہاتھ ٹیبل پر اور انیسہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھا

"فرہاد آپ کو نہیں لگتا شادی کے بعد بیوی کو شوہر کی خدمت کرنی چاہیے"

انیسہ شرما کر بولی تو فرہاد سمجھ گیا تھا کہ اسے کیا کہنا ہے اس لیے مسکرا کر دودب دولا

"ہاں تو بھی کرو خدمت کس نے منع کیا ہے میں صبح آفس جایا کروں گا تم یونی جایا کرنا آکر تیار ہونا اور میرا انتظار کرنا"

فرہاد کو ایمان سے اس کی ساری عادات اور حرکات و سکنات معلوم ہو چکی تھی اس لیے وہ اس کے سارے انداز سمجھ رہا تھا

"نہیں فرہاد آپ سمجھ نہیں رہے"

"تم سمجھاؤ"

فرہاد کا لہجہ سنجیدہ ہی تھا لیکن آنکھیں شرارت سے بھری تھی

"دیکھیں اب مجھے آپ کے کام کرنے چاہیے"

انیسہ نے آرام سے بتایا تو فرہاد کے لبوں پر مسکان آئی لیکن وہ انیسہ کی نظروں میں آنے سے پہلے ہی چپھا گیا

"میرے سارے کام کرنے کے لیے شگفتہ ہے نہ تم بس پڑھائی پر دھیان دو"

انیسہ اب زچ ہو گئی تھی اس لیے دبے دبے لہجے میں غرا کر بولی

"آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہی ہے میں آپ کی بیوی ہوں شگفتہ نہیں اس لیے آپ کے سارے کام کرنے کا حق

بھی مجھے ہونا چاہیے"

دراصل انیسہ پڑھائی جیسے عذاب سے پیچھا چھڑوانا چاہتی تھی لیکن فرہاد کی خواہش تھی کہ وہ اپنی تعلیم مکمل کرے ویسے بھی اس کے صرف دو سمسٹر ہی تو بچے تھے "ہاں یہ تو تم نے ٹھیک کہا میرا کام تو تمہیں ہی کرنا چاہیے"

فرہاد کچھ دیر بعد کہا تو انیسہ کو لگا وہ کہے گا ٹھیک ہے مت جانا یونی

"تم ایک بار اپنی تعلیم مکمل کر لو پھر میرے سارے کام تمہارے ذمے"

فرہاد نے فراخ دلی سے مسکرا کر کہا تو انیسہ نے غصے سے اس کے بازو کا ماس پکڑ کر کھینچا جس سے فرہاد کی گھٹی ہوئی چیخ نکلی انیسہ نے اپنی انگلیوں میں اس کے بازو کے بال دیکھے اور پھونک مار کر ہوا میں اڑا دیے فرہاد نے اسے گھورا تو وہ مسکرا کر بولی

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر سائیں لیکن اسائنمنٹ آپ ہی بنائیں گے ورنہ مجھ سے کچھ اچھے کی امید مت رکھیے گا"

"میں صرف مدد...."

ابھی فرہاد نے بات مکمل بھی نہیں کی تھی جب انیسہ اس کی بات کاٹ کر بولی

"نہیں نہیں فرہاد صاحب آپ اتنی زحمت مت کریں میں آپ کی مدد کر دیا کروں گی آپ کو ٹاپک کے نام بتا دیا کروں گی ٹھیک ہے نا آپ پھر بنا لیجیے گا"

"بہت تیز ہو تم"

"وہ تو میں ہوں میرے معصوم شوہر"

اب انیسہ کی آنکھوں میں شرارت تھی فرہاد کو بھی چاروناچار اس کی بات ماننی پڑی انہوں نے بل ادا کیا اور گھر کے لیے نکل گئے کیونکہ انیسہ کو پارلر بھی چھوڑنا تھا

ولیمہ فارم ہاؤس میں منعقد تھا بڑا سا فارم ہاؤس بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جگہ جگہ تازہ سفید، ہلکے گلابی اور سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا ایک بڑا سا سیٹیج تھا جس پر بڑے خوبصورت کاؤچ رکھے گئے تھے سیٹیج والے حصے کو تو بالکل دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اینٹرنس سے لے کر سیٹیج تک سرخ دبیز کارپٹ بچا ہوا تھا ارد گرد ٹیبلز کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ولیمہ کا تھیم سفید اور لائٹ پنک کلر کا تھا اس لیے ہر ٹیبل پر ویسی ہی ڈیکوریشن کی گئی تھی انیسہ فرہاد کی بازو میں بازو ڈالے مسکرا رہی تھی اور ایمان بھی ثمرہ بیگم کے کہنے پر اذہان کے بازو میں چاروناچار بازو ڈالی ہوئی تھی وہ دونوں جوڑیاں اینٹرنس پر کھڑی تھی اذہان نے کریم رنگ کا پینٹ کورٹ اور سفید شرٹ زیب تن کی ہوئی تھی کوٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور سفید بے داغ شرٹ کے بھی اوپری دو بٹن

کھول رکھے تھے جس سے اس کی اکڑی ہوئی گردن نظر آرہی تھی ایک ہاتھ میں راڈو کی واچ تھی اور پیرنو ک دار جوتوں میں مقید تھے بالوں کو جیل سے ایک طرف جمایا ہوا تھا وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا ایمان بھی کریم رنگ کی نہایت بھاری کام دار میکسی میں ملبوس تھی اس کی کپڑوں پر ہوانازک کام اس کے قیمتی ہونے کا منہ بولتا ثبوت تھا ایمان نے سلک کے کریم رنگ کے ڈوپٹے سے حجاب باندھ رکھا تھا بھاری کام دار بارڈر والا ڈوپٹہ کندھے پر ٹکایا ہوا تھا ہلکی پھلکی جیولری کے ساتھ لائٹ ٹچ کامیک اپ میں وہ آج بھی بہت حسین لگ رہی تھی فرہاد نے رائے بلیو کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا اس کی اندر کی شرٹ بھی بے داغ سفید تھی فرہاد نے سلک کی بلیو وڈوائٹ ڈوئڈٹائی لگا رکھی تھی بالوں کو جیل سے ایک طرف ٹکائے ہاتھ میں برینڈڈ واچ پہن رکھی تھی اس کے پیر بلیک بوٹوں میں مقید تھے بلاشبہ وہ جینٹل مین لگ رہا تھا خوبصورتی کا شہکار انیسہ نے ٹی پنک کلر کی بہت بھاری اور نفیس میکسی پہن رکھی تھی جس پر باریک موتیوں کا کام تھا میکسی بہت بھاری تھی انیسہ کو تو پہنتے وقت موت آرہی تھی انیسہ کے بال کرل کر کے آگے ڈال رکھے تھے سر پر بھاری کام دار ڈوپٹہ پنوں سے ٹکایا ہوا تھا ایمان کی نسبت انیسہ کامیک اپ اور جیولری بھاری تھی بلاشبہ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی سب مہمان ان دونوں جوڑیوں کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی کیوں کی نظروں میں رشک تو کیوں کی نظروں میں حسد تھا شعر اور مہوش آج نہیں آئے تھے وہ چاروں کارپٹ پر چلتے آرہے تھے جیسے کوئی بادشاہ اور ملکہ اپنی ریاست کا دورہ کرنے نکلتے ہیں اور رعایا ان پر پھول برسا رہی ہوتی ہیں وہ چاروں آکر سیٹج پر بیٹھ گئے کل کی نسبت آج

نورِ ایمان از قلم نمره ۱۵ سلم

انیسہ چھیڑنے والے انداز میں بولی تو ایمان کو یاد آیا وہ رونمائی کا تحفہ کم اور ذلت زیادہ تھی لیکن وہ مسکرا کر صرف اتنا بول پائی

"گھر پر رکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بریسلٹ تھا پہنایا د نہیں رہا"

"اچھا تمہیں پہنا چاہیے تھا چلو کوئی بات نہیں اگلی بار پہن کر رکھنا اتارنا مت اور یہ دیکھو میں نے یہ پینڈنٹ نہیں اتارا اور نا کبھی اتاروں گی"

انیسہ اپنا پینڈنٹ دو انگلیوں میں پکڑ کر دیکھاتے ہوئے مسکرا کر بولی

"آئینہ خیال رکھوں گی"

ایمان مسکرا کر بولی

* * * * *

اذہان آرام دہ کپڑوں میں بیڈ پر نیم دراز لیٹا ہوا موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا جبکہ ایمان ابھی ڈریسنگ روم سے لباس بدل کر باہر آئی تھی اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جوڑا کھول رہی تھی اذہان کی نظر اس کی طرف اٹھی تو پلٹنا بھول گئی اس کے بال آبشار کی طرح نیچے گرے تھے اذہان نے آج پہلی مرتبہ اس کے بال دیکھے تھے ایمان کے سلکی لمبے بال گٹھنوں سے نیچے تک تھے اس کے بال اندھیری رات کا منظر پیش کر رہے تھے ایمان اپنے ہی دھیان میں بالوں میں برش کر رہی تھی جبکہ اذہان یک ٹک اس کے بالوں کو دیکھ رہا تھا ایمان جوڑا کر کے پلٹی تو اذہان نے ہوش میں آتے فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ تھا ایمان بیڈ کے قریب آکر تکیہ دونوں ہاتھوں میں تھا ماہی تھا کہ اذہان اس کی طرف دیکھے بغیر بول پڑا

"مجھے اپنا بیڈ شنیر کرنا پسند نہیں ہے"

"تو آپ کو کس نے کہا ہے کہ میں یہاں آپ کا بیڈ شنیر کرنے آئی ہوں۔۔۔۔۔ تکیہ لینے آئی تھی"

ایمان سنجیدگی سے بولتی کمرے سے ملحقہ سٹڈی میں چلی گئی کیونکہ وہاں بڑا صوفہ رکھا تھا سٹڈی زیادہ بڑی تو نہیں تھی لیکن ایک کونے میں سٹڈی ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس پر لیپ ٹاپ گلڈان پین ہولڈر اور کچھ فائلز پڑی تھی سٹڈی ٹیبل کے سامنے ریوالونگ چئیر رکھی ہوئی تھی سٹڈی کی دیواروں پر بک شلف بنی ہوئی تھی ایک دیوار کی شلف پر انگلش بک کی کولیکشن جس میں شیکسپیر کے انگلش ناول بھی شامل تھے جبکہ دوسری دیوار کی شلف میں فائلز رکھی گئی تھی اور چوتھی دیوار کے ساتھ صوفہ رکھا گیا تھا جسے کھول کر بیڈ بھی بنایا جاسکتا تھا

Novel Hub

نور ایمان از قلم نمرہ اسلم

ایمان نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی تو افسوس سے سر جھٹکا کیونکہ بک شیف میں کتابوں کی ترتیب بہت خراب تھی جس سے شیف میں جگہ ختم ہو چکی تھی ایمان فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ اپنی کتابیں لا کر ان شیف کی صفائی ضرور کریں گی یہی سوچتے شوچتے ایمان نیند کی وادیوں میں اتر گئی

جاری ہے